13دسمبر2010ء

گورنر، اسٹیٹ بینک جناب شاہد حفیظ کاردار نے بدلتے ہوئے مجموعی معاشی ماحول کے پیش نظر مربوط اقدامات کی ضرورت پر زور دیا ہے

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے گورنر جناب شاہد حفیظ کاردار نے کہا ہے کہ گرانی پر قابو پانے کی مستقبل کی حکمت عملی میں معیشت کی پیداواری صلاحیت میں اضافے کی مربوط کوشش سمیت بدلتے ہوئے مجموعی معاشی حالات کے پیش نظر مربوط اور بروقت اقدامات لازمی شامل ہونے چاہئیں۔

آج کراچی میں وفاق ایوانہائے تجارت وصنعت پاکستان میں تاجر برادری سے خطاب کرتے ہوئے گورنر، اسٹیٹ بینک نے اس بات پر زور دیا کہ اس طرح کی حکمت عملی کے نفاذ میں کسی تاخیر سے پالیسی سے متعلق مزید مشکل پیدا ہوگی اور نتیجتاً مطلوبہ اقتصادی نتائج کے حصول سے متعلق غیر یقینی کی کیفیت جاری رہے گی۔

مانیٹری پالیسی سے متعلق مختلف سوالات کے جواب میں گورنر، اسٹیٹ بینک نے کہا کہ مانیٹری پالیسی نے مجموعی معاشی عدم توازن کو درست کرنے میں اپنا کردار ادا کیا ہے، لیکن حکومت کی دیگر پالیسیاں اس ضمن میں معاون نہیں رہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر اسٹیٹ بینک نے اقدام نہ کیا ہوتا تو گرانی اور ریزرو کی صورتحال بدتر ہوتی۔

جناب شاہد حفیظ کاردار نے واضح کیا کہ اگر نجی شعبہ بھی سرکاری شعبے کی طرح بینکاری شعبے سے بلا رکاوٹ قرض گیری کرتا رہتا تو زر وسیع (broad money) میں نمو اور گرانی بہت زیادہ بلند ہوتی۔ انہوں نے کہا کہ بعض مبصرین یہ تبصرہ کرسکتے ہیں کہ نجی شعبے کو سستے قرضے کی دستیابی سے پیداواری صلاحیت میں بہتری آتی اور پیداواری خلاء کم ہوتا، لیکن امن وامان کی خراب صورتحال اور گذشتہ تین سال میں توانائی کے شعبے کی مشکلات کے پیش نظر اس بات کا امکان نہیں تھا کہ ملک میں ملکی اور غیرملکی دونوں سرمایہ کاروں کی سرمایہ کاری میں بہت تیزی سے اضافہ ہوتا۔

انہوں نے کہا کہ اس طرح کسی بھی صورت میں بڑھتی ہوئی گرانی سے پیداواری لاگت میں اضافے کے ذریعے کاروباری عدم مسابقت پیدا ہوتی۔ انہوں نے واضح کیا کہ پاکستان میں گرانی کے محرکات کے بارے میں جو سبق ہم نے حاصل کیا ہے وہ یہ ہے کہ وسیع تر معنوں میں گرانی کا دباؤ ایڈمنسٹریٹڈ قیمتوں میں بالائی تبدیلیوں، پیداواری خلاء کے تسلسل اور گرانی کی توقعات پر منفی طور پر اثرانداز ہونے والی مجموعی معاشی پالیسیوں کا ملا جلا نتیجہ ہے۔

جناب شاہد حفیظ کاردار نے کہا کہ مجموعی لحاظ سے پاکستان کی معیشت میں جون 2007 سے اکتوبر 2010 کے درمیان 66فیصد گرانی دیکھی گئی ہے، یہ جون 2003اور جون 2007 کے درمیان کے عرصے کی گرانی کی سطح سے تقریباً دگنی ہے، جو 36فیصد تھی۔

انہوں نے کہا کہ گندم اور چینی سمیت "کماڈٹی آپریشنز" کے لئے دیئے گئے قرضے میں گذشتہ تین برسوں کے دوران 288فیصد اضافہ ہوا جبکہ اس سے پہلے کے تین برسوں کے دوران 33فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس سطح کی قرض گیری (borrowings) مارکیٹ کی شرح سود پر بالائی دباؤ کے بغیر ممکن نہیں تھی۔ انہوں نے کہا کہ گندم، کھاد اور چینی کے ٹریڈنگ آپریشنز کی مالکاری کے لئے حکومتی اداروں کی قرض گیری کائبور (KIBOR) کے اوپر تین فیصد پوائنٹس سے بھی کم پر (at just under 3 percentage points above KIBOR) 382بلین روپے ہے جس سے شرح سود کا ایسے نظام کی نشاندہی ہوتی ہے، جس میں نجی شعبے کو ریاست کے ساتھ مسابقت کا سامنا کرنا پڑا۔

مزید برآں، اس سے دیہی علاقوں میں بڑے پیمانے پر نقدی پہنچی، جسے پائیدار اشیائے صرف اور دیگر اشیائے خوراک پر زیادہ اخراجات کے لئے

استعمال کیا گیا۔انہوں نے کہا کہ ابتدائی 'supply shock' ایک 'demand shock' میں بدل گیا اور گرانی زیادہ رہنے کی توقع پر منفی اثر مرتب ہوا۔

جناب شاہد حفیظ کاردار نے اس بات پر تفصیل سے روشنی ڈالی کہ کس طرح بھاری رعایتوں کی حامل اشیاء کی قیمتوں جن میں پٹرولیم مصنوعات، بجلی اور گیس شامل ہیں، کے سبب مرکزی بینک سے بڑے پیمانے پر قرض گیری ہوئی اور نتیجتاً اس کا گرانی پر منفی اثر پڑا۔انہوں نے سرکاری شعبے کی انٹرپرائززکی قرض گیری پر اظہار خیال کیا، جس سے حکومت کے بجٹ اخراجات سے زراعانت (سبسڈیز) کی براہ راست بجلی کے شعبے کے اداروں کو منتقلی کی جزوی طور پر وضاحت ہوتی ہے، جس میں جون 2007 سے اکتوبر 2010 کے دوران 305 فیصد اضافہ ہوا جبکہ جون 2003 سے جون 2007 کے دوران صرف 17 فیصد اضافہ ہوا تھا۔زری نمو میں اس کا حصہ اور اس طرح مجموعی گرانی میں اس کے حصے کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہئے۔انہوں نے کہا کہ اگر ہم سی پی آئی سے خوراک اور توانائی گروپ کی قیمتوں کو الگ کردیں تو بھی افراط زر کے دباؤ میں نمایاں اضافہ نظر آتا ہے۔غیر غذائی غیر توانائی (non-food-non-energy) اور قوزی گرانی (core inflation) کے تراشیدہ اقدامات دونوں سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے گورنر نے رائے ظاہر کی کہ زراعانت (سبسڈیز) میں کمی سے مالی خسارہ اور طلب کا دباؤ کم کرنے میں مدد نہیں ملی۔انہوں نے کہا کہ مالی خسارے میں مجموعی لحاظ سے جون 2007 سے جون 2010 کے دوران nominal terms میں 146 فیصد اضافہ ہوا جبکہ جون 2003 سے جون 2007 کے دوران اس میں 113 فیصد اضافہ ہوا تھا۔انہوں نے کہا کہ اگر ہم سود کی ادائیگیاں الگ کردیں جنہیں مالی مشکلات میں اضافے کے ایک عنصر کے طور پر ظاہر کیا گیا ہے، اور بنیادی خسارے پر نظر ڈالیں تو fiscal driven مجموعی طلب کا دباؤ مزید واضح ہوجاتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان سے واجب الادا قرض گیری کا حجم آج 1500 بلین روپے سے زائد ہے جبکہ اختتام جون 2003 پر یہ صرف 53 بلین روپے تھا۔انہوں نے وفاق ایوانہائے تجارت وصنعت پاکستان کے ارکان سے کہا کہ اگر حکومت نے یہ رقم شیڈول بینکوں سے بطور قرض لی ہوتی تو مارکیٹ کی شرح سود پر اس کے اثر کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔بلاشبہ شرح سود موجودہ کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوتی۔

جناب شاہد حفیظ کاردار نے نشاندہی کی کہ حکومت کی heavy presence اور اسٹیٹ بینک سے اس کی قرض گیری کا ایک اور مسئلہ بینکاری نظام کے کرنسی۔ڈپازٹ تناسب (currency to deposit ratio) میں بگاڑ کی صورت میں سامنے آیا۔انہوں نے واضح کیا کہ جون 2003 اور جون 2007 کے درمیان زیر گردش کرنسی میں 70 فیصد اضافہ ہوا اور گورنمنٹ ڈپازٹس منہا کرکے بینکاری نظام کے مجموعی ڈپازٹس میں 104 فیصد اضافہ ہوا۔بعد کے تین برسوں میں زیر گردش کرنسی میں 82 فیصد اضافہ ہوا جبکہ ڈپازٹس میں صرف 40 فیصد اضافہ ہوا۔انہوں نے کہا کہ زیر گردش کرنسی کا مجموعی گرانی کے ساتھ ایک مضبوط مثبت تعلق ہے جبکہ ڈپازٹس بینکاری نظام کی فنڈنگ کے اصل ذریعے (main funding source) کی نمائندگی کرتے ہیں۔ڈپازٹس کے رجحانات میں کمی کا مارکیٹ لیکویڈیٹی پر contractionary effect ہوتا ہے اور اس سے مارکیٹ کی شرح سود پر بالائی دباؤ پڑتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ ان رجحانات کا تسلسل گرانی کی توقعات اور نتیجتاً بلند شرح سود کو تقویت دے رہا ہے، اس طرح اسٹیٹ بینک کی موجودہ مانیٹری پالیسی پر یہ تنقید ہوسکتی ہے کہ یہ بہت زیادہ سخت نہیں رہی ہے۔

انہوں نے واضح کیا کہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی جانب سے نسبتاً نرم مانیٹری پالیسی اختیار کیے جانے کی وجہ ہماری یہ فکر تھی کہ اس سے نجی شعبہ مزید crowd out ہوگا اور شرح نمو پر منفی اثر پڑے گا۔اس صورتحال کے ساتھ اسٹیٹ بینک آف پاکستان اس ضمن میں ایک بہت مشکل توازن قائم کرنے کی کوشش کررہا ہے۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے گورنر نے کہا کہ نجی شعبے نے معیشت میں مطلوبہ ایڈجسٹمنٹ کا اثر برداشت کیا ہے اور حکومت نے قرض کی کم دستیابی

اور قیمت کے ذریعے نجی شعبے کو نمایاں طور پر crowd out کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جون 2003 اور جون 2007 کے درمیان نجی شعبے کے قرض میں مجموعی طور پر 162 فیصد اضافہ ہوا جبکہ جون 2007 اور نومبر 2010 کے درمیان اس میں صرف 24 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس سے نتیجتاً معیشت کی مستقبل کی پیداواری صلاحیت منفی طور پر متاثر ہوئی ہے اور نسبتاً کم مجموعی طلب اور گرانی کو کم کرنے میں مزید مشکل پیدا ہوئی ہے۔

قبل ازیں، وفاق ایوانہائے تجارت وصنعت پاکستان کے صدر جناب سلطان چاؤلہ نے وفاق ایوانہائے تجارت وصنعت پاکستان میں گورنر، اسٹیٹ بینک کا استقبال کیا اور ملک میں موجودہ معاشی حالات اور تاجر برادری کو درپیش مسائل پر روشنی ڈالی۔ میٹنگ میں دیگر کے علاوہ وفاق ایوانہائے تجارت وصنعت پاکستان کی منیجنگ کمیٹی کے ارکان اور اسٹیٹ بینک کے دیگر ایگزیکٹوز نے شرکت کی۔

گورنر، اسٹیٹ بینک کی تقریر کا مکمل متن اسٹیٹ بینک کی ویب سائٹ www.sbp.org.pk پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

//.☆☆☆☆